جہانِ تازہ

ف۔ر۔ی

ڈبل سوال

اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ورسول امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبان نبوت سے ارشاد فرمایا' قیامت کے دن کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کی عدالت سے ایک قدم آگے نہیں چل سکے گا' جب تک اس سے پانچ سوال نہیں کر لیے جائیں گے (اور وہ ان کا جواب نہیں دے لے گا)۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سوالات کی تفصیل یوں بیان فرمائی ☆......زندگی کے متعلق پوچھا جائے گا کہ تجھے جو عمر دی گئی وہ کہاں خرچ کی۔ ☆...... جوانی کے متعلق سوال ہو گا کہ کہاں پرانی کی (یعنی کیسے گزاری)۔ ☆......مال ودولت کے متعلق پوچھا جائے گا کہ مال کو کمایا کیسے تھا (حلال طریقے سے یا حرام ذریعے سے)۔ ☆......پھر سوال ہو گا کہ جو مال تیرے پاس تھا اس کو خرچ کہاں کیا؟ ☆......یہ بھی سوال کیا جائے گا کہ جو تیرے پاس علم تھا اُس پر عمل بھی کیا یا نہیں؟

قارئین ذی وقار! ملک کی تاریخ کے انوکھے' کچھ لوگوں کے لیے حیران اور کچھ کے لیے پریشان کن انتخابات ہو چکے۔ جب تک یہ سطور آپ کے سامنے ہوں گی تب تلک آئندہ حکومتی سیٹ اپ کے خدوخال بڑی حد تک واضح ہو چکے ہوں گے۔ یہ انتخابات جہاں بہت سارے لوگوں پر بھاری ذمہ داریوں کا بوجھ ڈال گئے' وہاں بہت سو کے لیے سامان عبرت بھی مہیا کر گئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین وشریعت اور اسلام کی حقانیت کی دلیل بن گئے۔

کل تک جن کی رعونت' تکبر' غرور کے سامنے فرعونیت بھی پانی بھرتی تھی' آج وہ جاں بلب پانی کی ایک ایک بوند کو ترستے نظر آتے ہیں۔ کل تک جو جانتے بھی نہ تھے' پارلیمنٹ کس چڑیا کا نام ہے' آج وہ خواہش کر رہے ہیں۔ تمام معاملات پارلیمنٹ میں حل ہونے چاہئیں۔ کل تک جو اپوزیشن کے مطالبات کا تمسخر اڑاتے تھے' آج وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ الیکشن کمشنر تمام جماعتوں کے مشورے سے متفقہ ہونا چاہیے۔ علی ہذا القیاس

اس قسم کے بیسیوں کردار کھل کر سامنے آ رہے ہیں۔ خیال تو یہی تھا' اسی حوالے سے اپنے بزرگان محترم کی خدمت میں حاضر ہوتا' مگر مجھے مرحوم متحدہ مجلس عمل کے اصطلاحاً جنرل سیکرٹری اور حقیقتاً ''سب کچھ'' مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا ایک انٹرویو (جو انہوں نے بی بی سی کو دیا اور 11 فروری کے بعض اخبارات میں رپورٹ ہوا) مجھے آگے بڑھنے سے روکے ہوئے ہے اور میں باوجود چاہنے کے اُسے نظر انداز نہیں کر سکا۔ مولانا کے ذرائع آمدنی اگرچہ بہت معروف اور وسیع ہیں۔ ڈیزل کے پرمٹوں سے لے کر سرحد کے جنگلات تک قوم جانتی ہے کہ موصوف کی آمدن کے سوتے کہاں کہاں سے پھوٹتے ہیں اور یہ قصے زبان زد عام و خواص ہیں۔ جس کی دلیل یا ثبوت کی چنداں ضرورت نہیں۔ خیال تو یہی تھا کہ مولوی صاحب اسی ''نیک کمائی'' سے الیکشن کے بھاری بھر کم اخراجات پورے کرتے ہوں گے۔ کیونکہ ان مستقل ذرائع آمدن کے علاوہ ماضی قریب میں وقتاً فوقتاً لاٹریاں بھی بہت نکلی ہیں۔ لیکن موصوف کے بی بی سی کو دیئے گئے انٹرویو نے قوم کی ساری خوش گمانیوں پر پانی پھیر دیا ہے اور وہ طبقہ جو علماء کرام سے تعلق رکھتا ہے یا ان سے محبت و عقیدت کا دم بھرتا ہے' اُسے شرمندہ کر دیا ہے۔ کہ مجلس عمل کے پچھلے پانچ سالہ کردار کی وجہ سے بھی وہ قوم سے نظریں چرائے بیٹھا تھا۔ لیکن اس انٹرویو نے تو رہی سہی کسر بھی نکال دی ہے۔

اگرچہ اس انٹرویو کے ایک ایک سوال کا جواب تبصرے کا متقاضی ہے' لیکن ان سطور میں صرف ایک جواب پر گفتگو کیے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ جیسا میں نے عرض کیا کہ مولانا کے ذرائع آمدن قوم میں معروف بھی ہیں اور مشہور بھی۔ اسی تناظر میں بی بی سی کے نمائندے نے ان کے انتخابی اخراجات کے متعلق سوال کیا تو ''انہوں نے کہا کہ میرے پاس کوئی پیسہ نہیں۔ سیاست میں خرچہ چندے مانگ کر کرتا ہوں۔'' جب سے یہ جواب میں نے پڑھا ہے تو سر پیٹ کے رہ گیا ہوں کہ علماء کو بدنام کرنے اور قوم کی نگاہوں میں بے وقعت بنانے اور ان کے دلوں سے ان کا احترام نکالنے میں کوئی کسر باقی رہ گئی تھی' جس کی تلافی مولوی صاحب اب کرنے جا رہے ہیں؟ بھلے مانسو! یہ تو ایک حقیقت ہے کہ کسی مولوی کو چندہ سیاست کرنے' الیکشن لڑنے یا علاقے میں اپنی چودھراہٹ قائم کرنے کے لیے نہیں دیا جاتا۔ مولوی صاحب کو چندہ قوم دیتی ہے' مساجد کی تعمیر کے لیے' مدارس کے انتظام و انصرام کے لیے' یتامیٰ اور مساکین کی کفالت کے لیے' الیکشن لڑنے کے لیے قوم شاید ایک پائی دینے کے لیے تیار نہ ہوں۔ کیونکہ لوگ ووٹ تو دیتے نہیں۔ اگر وہ چندہ سیاست کرنے اور انتخابات میں حصہ لینے کے لیے دیتے ہیں تو وہ ووٹ بھی دیں۔ اس موقعہ پر تو مولوی صاحب اپنی آبائی نشست بھی ایک نو وارد سے ہار جاتے ہیں۔ یہاں تو ایسے ایسے علماء نما سیاستدان بھی میدان میں کود پڑتے ہیں

جنہیں ووٹر تو درکنار اپنے حلقے سے سپوٹر تک میسر نہیں ہوتے۔ شاید بیرونی سپوٹروں کی طرح چندہ بھی بیرونی ہی خرچ ہوتا ہو؟ بس اسی وجہ سے موصوف کی توجہ اس اہم مسئلہ کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ پاکستانی سیاست میں شاطرانہ کردار (جسے آپ تدبر وحکمت کا نام دیتے ہیں) کی طرح یہ معاملہ اتنا سادہ نہیں بلکہ یہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ قیامت کے دن ہر چیز کے متعلق ایک ایک سوال ہے۔ مگر مال و دولت کے متعلق ''ڈبل سوال'' ہوگا۔ کہ اسے حاصل کس طرح کیا اور پھر اُسے خرچ کہاں کیا؟

اب تو ظاہر ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صحیح صحیح بتانا ہوگا' ورنہ زبان بند کر کے آپ کے ہاتھ' پاؤں اور گوشت سے سچ اگلوالیا جائے گا اور پھر وہ تو ذات بھی علام الغیوب اور علیم وخبیر کی ہے کہ جس سے کوئی بات نہ مخفی ہے اور نہ ہی پوشیدہ رکھی جاسکتی ہے۔ حکمت وتدبر کے سارے داؤ پیچ مخلوق پر تو آزمائے جاسکتے ہیں' خالق ارض وسماء کے لیے تو ان کا تصور بھی ایمان کو خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ آپ خوب غور کر لیں اور فکر تو ضرور کریں کہ قیامت کے دن آپ نے ان سوالوں کے جواب کیا دینے ہیں۔ یقیناً آپ کہیں گے کہ اللہ پاک میں نے مال کمایا' مساجد کی تعمیر کے نام پر' مدارس کے انتظام وانصرام کے لیے' یتامیٰ ومساکین کی کفالت کے لیے...... علی ہذا القیاس۔ اور خرچ کیا الیکشن لڑنے کے لیے' سرکاری عہدہ حاصل کرنے کے لیے' دنیاوی جاہ وجلال کے حصول کی خاطر' اقتدار کے مزے لوٹنے کے لیے' اسمبلیوں کی ممبری کے لیے...... وغیرہ۔ کیونکہ یہ تو خود آپ اقرار کر رہے ہیں کہ ''سیاست میں خرچہ چندے مانگ کر کرتا ہوں۔'' اور یہ بات آپ سے بہتر شاید کوئی نہ جانتا ہو کہ چندے سے جمع شدہ ''مقدس روپیہ'' انتخابات اور الیکشن میں کامیابی کے حصول کے لیے خرچ کرنا صحیح مصرف ہے یا نہیں؟

ع ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

اگر تو آپ مطمئن ہیں کہ یہ جواب قیامت کے دن نجات کا سبب بن جائے گا تو دنیا میں ہی پیشگی مبارکباد قبول فرمائیے اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ جواب تو چھڑانے کی بجائے اُلٹا پھنسانے کا موجب ہوگا تو پھر ابھی سے فکر کریں اور اپنی اصلاح کر لیں۔ حلال اور جائز طریقے سے مال کمائیں اور اس کو صحیح مصرف پہ خرچ کریں تاکہ کسی کا حق آپ کے ذمہ نہ رہے۔ ورنہ جن لوگوں نے چندہ دیا ہے' وہ بھی گریبان پکڑیں گے کہ ہمارا ''چندہ'' آپ نے صحیح جگہ (جس مقصد کے لیے حاصل کیا گیا تھا) خرچ نہیں کیا اور جن کے نام پر وہ ''چندہ'' مانگا گیا وہ بھی حق کے حصول کے لیے دعویدار ہوں گے کہ ہمارے نام پر جمع کیا گیا ''مال'' ہمیں ادا کیوں نہیں کیا گیا؟ لیکن مولوی صاحب! یہ کام تو صرف آپ ہی کر سکتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین.